بلند ہے۔ اس زمانے میں برہدیشور مندر کا اونچے شکھر والے مندروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ عالی شان شکھر وسیع قد میں نظر آنے والی ہم آہنگی، فنکارانہ زیب و زینت کی وجہ سے یہ مندر بھارتی تعمیرات کے فن کا لاجواب ورثہ کا حامل ہے۔ ٹھیک اسی طرح دروڈ طرز میں تعمیر کردہ یہ مندر جنوبی بھارت کے عالی شان مندروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

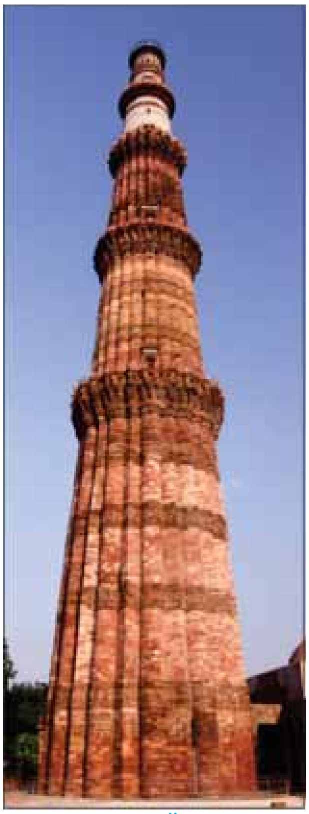

6.4 قطب مینار

قطب مینار :

قطب مینار دہلی میں واقع سلطنت دور کے فنِ تعمیرات کا بہترین نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر بارہویں صدی میں غلام خاندان کے بانی قطب الدین ایبک نے شروع کی تھی۔ جو اس کی وفات کے بعد اس کے داماد التمش نے مکمل کروائی تھی۔ قطب مینار 72.5 میٹر بلند ہے۔ اس کا زمینی گھیراؤ 13.75 میٹر ہے جو اونچائی پر جاتے ہوئے وہ 2.75 میٹر ہوجاتا ہے۔ قطب مینار کو لال پتھروں اور سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ اس پر قرآن شریف کی آیتوں کو نقش کیا گیا ہے۔ قطب مینار جو بھارت میں پتھروں سے تعمیر کردہ سب سے اونچا ستون مینار ہے۔

ہمّپی :

ہمّپی کرناٹک ریاست بیلّاری ضلع کے ہاسپیٹ تعلقہ میں واقع ہے۔ ہمّپی وجے نگر راجیہ (سلطنت) کی راجدھانی کا شہر تھا۔ وجے نگر کے حکمراں فن کے قدردان تھے۔ ان کے دورِ اقتدار میں فنِ تعمیرات کی مخصوص طرز کی ترقی ہوئی۔ کرشن دیو رائے اوّل کے دور میں تعمیرات کی طرز اپنے اعلیٰ مقام تک پہنچی۔ وجے نگر تعمیرات طرز کی اہم خصوصیات تھی کہ یہاں بڑے بڑے پتھروں، چٹّانوں کو تراش کر بنائے گئے عالی شان اونچے اور فنکارانہ ستون ہیں۔ ستون، چھوٹے ستون پر دیووں، انسان ، جانور، سپاہی، رقاصہ وغیرہ کے کئی خوبصورت اور فنکارانہ مجسمے نقش کیے گئے ہیں۔ وجے نگر ریاست میں ہمّپی نگر میں کرشن دیو رائے کے دور میں وِٹھل مندر اور ہزار، رام مندر کی تعمیر ہوئی۔ اس کے علاوہ یہاں پر وِروپاکش مندر، شری کرشن اور اچیوت رائے کے منادر بھی واقع ہیں۔

ہمایوں کا مقبرہ :

ہمایوں کا مقبرہ مغلیہ دور کی تعمیرات کا بہترین نمونہ ہے۔ ہمایوں کے انتقال کے بعد اس مقبرے کی تعمیر اس کی بیگم حمیدہ نے کروائی تھی۔ ایرانی طرز میں تعمیر کردہ اس مقبرہ میں لال پتھروں کے ساتھ سفید پتھر کا استعمال بڑے فنکارانہ ڈھنگ سے کیا ہے۔

آگرہ کا قلعہ :

اتر پردیش کے آگرہ شہر میں اس قلعے کی تعمیر لال پتھروں سے کی گئی تھی اس لیے اِسے لال قلعہ کہتے ہیں۔ اس قلعے کی تعمیر اکبر نے عیسوی سن 1565 میں کروائی۔ آگرہ قلعہ پر ہندو اور ایرانی طرز کی چھاپ صاف دکھائی دیتی ہے۔ 70 فٹ اونچی دیوار پر مشتمل قلعہ کا (احاطہ) ڈیڑھ میل کا ہے۔ اس کی تعمیر میں لال پتھر ایسے فنکارانہ طریقے سے جوڑے ہیں کہ دیوار میں کہیں کوئی دراڑ نظر نہیں آتی۔ اکبر نے اس قلعے میں جہانگیر محل کی تعمیر کروائی۔ جہانگیر محل میں گجراتی اور بنگالی طرز کی تعمیرات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ شاہ جہاں نے اپنی زندگی کے آخری ایام یہاں گزارے تھے۔

6.5 تاج محل

تاج محل :

بھارت کے اتر پردیش ریاست میں آگرہ میں دریائے جمنا کے کنارے تاج محل واقع ہے۔ دنیا کے سات عجائبات میں مقام حاصل کرنے والے تاج محل کی تعمیر مغل بادشاہ شاہ جہاں نے اپنی بیگم ممتاز محل کی یاد میں کروائی تھی۔ 1630 میں ممتاز محل کا انتقال ہوا۔ 1631 میں تاج محل کی تعمیر شروع ہوئی اور 22 سال کے بعد عیسوی سن 1653 میں

تاج محل کی تعمیر کا کام پورا ہوا۔ شاہ جہاں نے تاج محل کی تعمیری کام میں بھارت کے ماہر سنگتراشوں کے علاوہ ایران، عربستان، ترکی اور یورپی سنگتراشوں کا استعمال کیا تھا۔ دنیا کے بے مثال مقبروں میں تاج محل کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ممتاز محل کے نام دنیا بھر میں لازوال ہوجائے ایسی شاہ جہاں کی دِلی تمنا تھی۔ تاج محل کی مکمل عمارت شمال سے جنوب کی جانب مستطیل نما شکل میں پھیلی ہوئی ہے۔ تاج محل کے بیچ میں ممتاز کی قبر ہے اور اس کی چاروں طرف بہت ہی خوبصورت ہشت پہلودار جالی واقع ہے۔ اس کی محراب پر ایک قول لکھا ہے۔"جنت کے (گلستاں)" میں پاکیزہ دلوں کا استقبال ہے۔ تاج محل بھارتی فن سے تعمیری ورثہ کو دنیا بھر میں عزت دلاتا ہے۔ ملک اور بیرونی ممالک کے سیاحوں کے لیے وہ زبردست کشش کا مرکز بنا ہوا ہے۔

6.6 لال قلعہ

لال قلعہ :

دہلی میں واقع لال قلعہ کی تعمیر شاہ جہاں نے عیسوی سن 1638 میں کروائی تھی۔ لال پتھروں سے تعمیر کردہ اس قلعے میں شاہ جہاں نے اپنے نام سے شاہ جہاں آباد بسایا تھا۔ اس قلعہ میں دیوان عام، دیوان خاص، رنگ محل جیسی دِلکش عمارتیں تعمیر کروائی تھی۔ دیوانِ خاص دیگر عمارتوں سے کچھ زیادہ ہی مزین ہے۔ اس کی سجاوٹ میں سونا، چاندی، قیمتی پتھروں کا شاندار استعمال کیا گیا ہے۔ لال قلعے کی دیگر عمارتوں میں رنگ محل، ممتاز کا شیش محل، لاہوری دروازہ مینا بازار اور مغل گارڈن (باغ) وغیرہ (توجہ کے مرکز) کہ کشش چیزوں کا شمار کیا جاسکتا ہے۔ اسی قلعے میں شاہ جہاں نے فنکاران تخت طاؤس بنایا تھا۔ جو نادر شاہ اپنے ساتھ ایران لے گیا تھا۔ لال قلعہ مغل تعمیرات میں بہترین عمارتوں میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ ہر سال قومی تہواروں کے موقعوں پر اس قلعے میں پرچم کشائی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔

فتح پور سیکری :

اترپردیش ریاست کے آگرہ سے 26 میل کے فاصلے پر فتح پور سیکری واقع ہے۔ اکبر نے صوفی سلیم چشتی کی یاد میں یہ شہر آباد کیا تھا۔ اور اس شہر کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ سیکری میں عمارتوں کا تعمیری کام عیسوی سن 1569 میں شروع ہوا اور عیسوی سن 1572 میں یہاں کئی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ ان تعمیرات میں بیربل کا محل بی بی مریم کا سنہرا محل ترکی کے سلطان کا محل، جامع مسجد اور اس کا بلند دروازہ بہترین ہیں۔

6.7 بلند دروازہ

بلند دروازہ 41 میٹر چوڑا اور 50 میٹر اونچا ہے۔ فتح پور سیکری دیگر عمارتوں میں جودھا بائی کا محل، پنچ محل، شیخ سلیم چشتی کا مزار، دیوان عام، دیوان خاص، جیوتش محل قابل ذکر ہیں۔

گوا کے گرجا گھر :

پرتگالیوں کے ساتھ عیسائی مذہب کے مذہبی پیشوا بھی بھارت آئے تھے۔ گوا پُرتگالیوں کی راجدھانی تھی۔ یہاں بیسالیکا آف بوم جیسے یا بیسالیکا آف گُڈ جیسے گرجا گھر گوا میں واقع ہے۔ یہاں سینٹ فرانسس زیوئیر کا مردہ جسم سنبھال کر رکھا گیا ہے۔ کافی برسوں کے بعد بھی ان کی لاش سڑی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ گوا میں کئی گرجا گھر واقع ہیں نیز گوا اُس کے خوبصورت ساحلِ سمندر ہونے کی وجہ سے بھی کافی مقبول ہے۔

6.8 بیسالیکا آف بوجیسس گرجا گھر-گوا

چانپانیر :

گجرات کے پنچ محال ضلع میں ہالول تعلقے میں پاواگڑھ کی وادی میں چانپانیر گاؤں آباد ہے۔ محمود بیگڑہ نے چانپانیر فتح کرنے کے کچھ عرصے کے بعد اُسے راجدھانی کا درجہ دے کر محمدآباد نام دیا۔ چانپانیر میں موتی مسجد، جامع مسجد اور تاریخی قلعہ واقع ہے۔ چانپانیر کا فنِ تعمیرات اور تاریخی اہمیت کو مدّنظر رکھ کر یونیسکو نے عیسوی سن 2004 میں اس شہر کو عالمی ورثہ کے طور پر ظاہر کیا ہے۔

6.9 جامع مسجد - چانپانیر

گجرات کے تہذیبی ورثے کے مقامات :

گجرات فنِ سنگتراشی اور تعمیرات کے شعبے میں اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔ یہاں غاریں تعمیرات، منادر، مساجد، قلعوں، باؤلی، تورن وغیرہ متنوع تعمیرات کے شعبہ جات پائے جاتے ہیں۔ آیئے اب ہم گجرات کے تہذیبی ورثہ کے مقامات کا تعارف حاصل کریں گے۔

دھولاویرا اور لوتھل :

دھولاویرا اور لوتھل وادیٔ سندھ تہذیب کے دونوں شہر تھے۔ دھولاویرا کچھ کے بھچاؤ تعلقہ کے کھدیر جزیرے میں واقع ہے۔ دھولاویرا اُس کے مثالی شہری منصوبے کے لیے اور ہڑپّی تہذیب کے تجارتی مرکز کے لیے مشہور ہے۔ آج سے تقریباً 5000 سال پہلے اس شہر میں زیورات اور موتی تیار کرنے کے مرکز نظر آتے ہیں۔

لوتھل احمدآباد-بھاؤنگر ہائی وے کے نزدیک واقع ایک آثارِ قدیمائی مقام ہے۔ جو قدیم زمانے میں تجارت و بیوپار سے گرم اور سہولیات سے مزیّن ہڑپّی تہذیب کی بندرگاہ تھی۔

6.10 بہاؤالدین وزیر کا مقبرہ

جوناگڑھ :

جوناگڑھ اشوک کی چٹّانی تحریریں، کھاپرا کوڈیا کی بُدھ غاریں (نودھن کنواں) اوپرکوٹ، جین منادر، دامودر کُنڈ اڈی کڈی کی باؤلی (واؤ)، پُرانا راج محل، نوگھن کنواں، بہاؤالدین وزیر کا مقبرہ، محبت کا مقبرہ وغیرہ دیکھنے لائق مقامات ہیں۔ مہا شِوراتری کے موقع پر گرنار کی وادی میں بھوناتھ کا میلا منعقد ہوتا ہے۔

احمد آباد :

احمد آباد شہر کی پہچان بطور تاریخی شہر کے طور پر کی جا سکتی ہے۔ احمد آباد میں بھدر کا قلعہ، جامع مسجد، رانی سیپری کی مسجد، سرخیز کا روضہ، کانکریہ تالاب، جھولتے مینارے، سیدی سیّد کی جالی، ہٹی سنگھ کے دیرے، رانی رؤپ متی کی مسجد وغیرہ قابل دید تعمیرات ہیں۔ سارنگ پور دروازے کے باہر راج پور-گومتی پور میں واقع جھولتے میناروں کی جنبش کا راز اب تک فاش نہیں ہوا یہ اس کے لیے مشہور ہے۔ نہایت باریک اور خوبصورت نباتاتی اور جیومیٹریکل تعمیر کی وجہ سے سیدی سیّد کی جالی کافی مشہور ہے۔

6.11 سیدی سید کی جالی

پٹّن (شمالی گجرات) :

پٹّن میں سہستر لِنگ تالاب، رانی کی واو اور سِدّھ پور میں واقع رُودرمالا قابل دید تعمیرات ہیں۔ پٹّن سے 26 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع رودر محالیہ کے ٹوٹے پھوٹے آثار محل کی عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ بھیم دیو اور اول کی رانی اُدے مَتی نے لوگوں کے لیے پینے کا پانی

6.12 رانی کی باوَلی

مہیا کرانے کے لیے واوَ کی تعمیر کروائی تھی جسے آج رانی کی واوَ کے طور نام سے جانا جاتا ہے۔ عیسوی سن 2014 میں یونیسکو کے ذریعے عالمی درجے کے مقامات میں اس واوَ کو شامل کیا ہے۔ رانی کی واوَ اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ قدیم زمانے میں بھی پانی کا انتظام کتنا خوبصورت کیا جاتا تھا۔ پٹّن میں عیسوی سن 1140 میں سِدھ راج جےَ سینھ نے سہستر لِنگ تعمیر کروائی تھی۔

اس کے علاوہ وڈنگر میں قلعہ، شرمشٹھا تالاب اور کِرتی تورن قابل دید مقامات ہیں۔ پتھر کے دو ستون پر کمان جیسی تعمیر کر کے تورن بنایا جاتا ہے۔ شاملاجی مندر میشوو ندی کے کنارے پر آیا ہوا قدیم یاترادھام ہے۔ اس کی فنِ تعمیرات لاجواب ہے۔

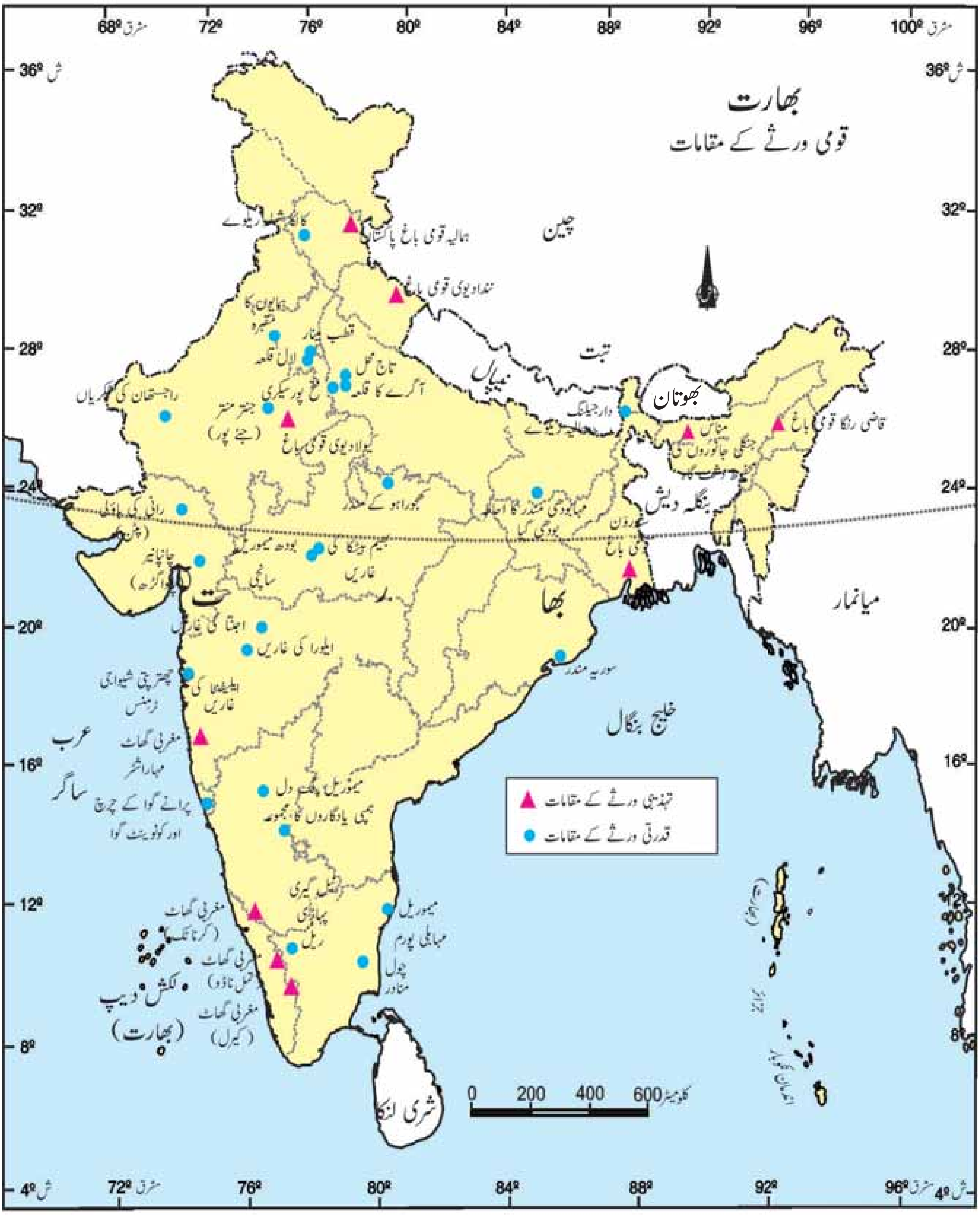

6.13 قومی ورثے کے مقامات

شترپ کال کے درمیان گجرات میں کچھ استوپ اور وہار تعمیر ہوئی تھی۔ جن میں جوناگڑھ ضلع کا بوری دیوی نیز شاملاجی کے قریب واقع دیو کی موری، جوناگڑھ میں ایٹوا بُدھ استوپ کے آثار حاصل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ باواپیارا، اوپرکوٹ، کھاپرا کوڈیا، شاملاجی، کھنبالیڈا، تلاجا، سانا، ڈھانک جھنجھوریزر، کڈیا پہاڑ وغیرہ مقامات پر گپھا تعمیرات (غار تعمیرات) واقع ہیں۔

اتنا جاننا گوارا ہوگا :

واوٗ، پائدان والا کنواں ہے۔ پاؤنوں کو ایک، دو، تین یا چار مُنہ اور تین، چھے، نو یا بارہ فٹ (منزلیں) ہوتے ہیں۔ واوٗ کی اہم نندا، بھدرا، جیا اور وجیہ قسمیں ہیں۔

گاندھی نگر کے قریب اڈالج کی واوٗ، پٹّن کی رانی کی واوٗ، جوناگڑھ کی اڈی کڑی کی واوٗ اس کے علاوہ نڈیاد، محمودآباد، امریٹھ، کپڑونج، وڈھوان، کلیشوری (مہی ساگر ضلع) وغیرہ مقامات میں بھی واوٗ واقع ہیں۔

بھاوٗ نگر ضلع کے پالی تانا کے شیترونجیہ پہاڑ پر کئی جین دیرے واقع ہیں۔ ان میں سے کچھ دیروں کی تعمیر 11 ویں صدی میں ہوئی ہیں۔ مہسانہ ضلع کے کھیرالو تعلقہ کے ٹینبا گاؤں کے قریب واقع ٹیکریوں پر تارنگا تیرتھ واقع ہے۔ یہاں تارا ماتاجی کا مندر بھی ہے۔ گیر سومناتھ ضلع میں واقع سومناتھ مندر اور دیو بھومی دوارکا کا دوارکا دھیش مندر عظیم تاریخی ورثے کے حامل ہیں۔ گجرات کے ورثے کی یہ فہرست اب تک مکمل نہیں ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر مقامات بھی ہیں جو گجرات کی تہذیبی ورثے کو خوش حال کرتا ہے۔

جنوبی بھارت کے قدیم منادِر کے مقامات : جنوبی بھارت کے منادر اپنی اچھوتی طرز کے لیے خاص مشہور تھے۔ جنوبی بھارت کے منادر دروِڈ طرز کے تھے۔ ان منادر کا پیرامِڈ قسم کا بھَوَن نظر آتا ہے۔ جس کی کئی منزلیں ہوتی ہیں۔ اُس کے اوپر ایک دلکش پتھّر رکھا جاتا ہے۔ ان منادِر کا میدان وسیع تھا۔ جنوبی بھارت کے قدیم زمانے میں تعمیر کردہ کچھ منادِر ذیل کے مطابق ہیں :

مندر کا نام	مقام
مہابلی پورم	مہابلی پورم، تمل ناڈو
کیلاش مندر	کانچی پورم
بروہدیشور مندر	تانجور، تمل ناڈو
وِروپاکش مندر	پٹ دکل
پرشو رامیشورم	بھونیشور، اڑیسہ
ویکنٹھ پیرومال مندر	کانجی پورم، تمل ناڈو

بھارت میں تیرتھ مقامات :

قدیم زمانے سے بھارت تیرتھ بھومی رہا ہے۔ بھارت کے لوگ مختلف تیرتھ مقامات کی یاترا پر جاتے ہیں۔ بھارت کی چار دھام یاترا اور بارہ جیوترلنگ کی یاترا کافی مشہور ہے۔ چار دھام بدری ناتھ (اتراکھنڈ)، رامیشورم (تمل ناڈو)، دوارکا (گجرات) اور جگنّاتھ پوری (اڑیسہ) کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ 51 شکتی پیٹھ کی اور امرناتھ کی یاترا بھی اہم شمار کی جاتی ہے۔ گرنار (لی لی پریکرما)، شیترونجیہ اور نربدا کی پریکرما بھی انوکھی اہمیت ہے۔ بھارت ایک خوش حال تہذیب کا خزانہ ہے۔ اس طرح بھارت کے تہذیبی مقامات نے دنیا میں بھارت کو ایک الگ پہچان دی ہے۔ ملک-بیرون ملک کے سیّاح بھارت کے فنِ تعمیرات کی ملاقات کے لیے برابر آتے رہتے ہیں اور جس سے ملک کے ٹورزم صنعت کو اقتصادی مال فائدے ہوتے ہیں۔ یونیسکو نے عالمی ورثے کے مقامات میں بھارت کے 32 جتنے قدرتی اور تہذیبی مقامات شامل کیے ہیں۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے تفصیل سے جواب دیجیے :

(1) تاج محل فنِ تعمیرات کا تعارف دیجیے۔

(2) گجرات کے تہذیبی مقامات پر نوٹ لکھیے۔

(3) دہلی کے لال قلعہ پر نوٹ لکھیے۔

2. ذیل کے سوالوں کے نکاتی جواب دیجیے :

(1) ہمپی شہر کی تعمیرات فن کا تعارف لکھیے۔

(2) کھجوراہو منادِر کا تعارف لکھیے۔

(3) کونارک سورج مندر کے متعلق نوٹ لکھیے۔

(4) بروھدیشور مندر کا تعارف کرائیے۔

(5) فتح پور سیکری کے متعلق نوٹ لکھیے۔

3. ذیل کے سوالات کے مختصر میں جواب لکھیے :

(1) ایلورا کیلاس مندر کا مختصر تعارف کرائیے۔

(2) ایلیفینٹا غاروں کے متعلق مختصر معلومات دیجیے۔

(3) قطب مینار کے متعلق نوٹ لکھیے۔

(4) گوا کے گرجا گھروں کے متعلق نوٹ لکھیے۔

(5) احمدآباد کے تہذیبی مقامات کی فہرست بنائیے۔

(6) قدیم زمانے سے بھارت تیرتھ بھومی رہا ہے۔

4. ہر سوال کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح بدل انتخاب کر کے جواب لکھیے :

(1) اجنتا کی غاریں ذیل میں درج کردہ کس ریاست میں واقع ہے؟

(A) مدھیہ پردیس (B) مہاراشٹر (C) اڑیسہ (D) گجرات

(2) ذیل میں درج کردہ کون سا بیان صحیح نہیں؟

(A) ایلورا کی غاریں کیلاس مندر میں واقع ہیں۔

(B) ایلورا میں کُل 34 غاریں ہیں۔

(C) راشٹر کٹ راجاؤں کے دور میں ہندو مذہب کی غاریں تعمیر کی گئی تھی۔

(D) ایلورا کی غاریں چار حصّوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔

(3) جوڑیاں بنا کر صحیح نمبر پسند کیجیے :

مندر	ریاست
(1) کونارک کا مندر	(A) مدھیہ پردیش
(2) ورپاکش کا مندر پٹّکل	(B) تمل ناڈو
(3) برہدیشور مندر	(C) کرناٹک
(4) کھجوراہو کا مندر	(D) اڑیسہ

(A) 1-D 2-C 3-B 4-A
(B) 1-C 2-D 3-A 4-B
(C) 1-C 2-D 3-B 4-A
(D) 1-C 2-D 3-A 4-B

(4) تاج محل : شاہ جہاں : ہمایوں کا مقبرہ : ....

(A) جہانگیر (B) ہمایوں (C) حمیدہ بیگم (D) شاہ جہاں

(5) فتح پور سیکری شہر کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟

(A) ہمایوں (B) شاہ جہاں (C) بابر (D) اکبر

(6) بھارت کے ان تاریخی مقامات کو شمال سے جنوب ترتیب دینے سے کون سی ترتیب صحیح ہوگی؟

(A) تاج محل، کھجوراہو کے مادر، برہدیشور مندر، ایلورا کی گپھائیں
(B) ایلورا کی گپھائیں، تاج محل، کھجوراہو کے منادر، برہدیشور مندر
(C) تاج محل، برہدیشور مندر، کھجوراہو کے منادر، ایلورا کی گپھائیں
(D) تاج محل، کھجوراہو کے منادر، ایلورا کی گپھائیں، برہدیشور مندر

(7) ذیل میں درج صحیح جوڑی جوڑ کر صحیح ترتیب پسند کیجیے۔

مندر	ریاست
(1) اوپرکوٹ	(A) احمدآباد
(2) سیدی سیّد کی جالی	(B) پٹّن
(3) رانی واوَ	(C) کھدیر بیٹ
(4) دھولاویرا	(D) جوناگڑھ

(A) 1-D 2-C 3-B 4-A
(B) 1-D 2-A 3-B 4-C
(C) 1-C 2-D 3-B 4-A
(D) 1-C 2-B 3-D 4-A

(8) ذیل میں سے کون سی واوَ کی قسم نہیں؟

(A) نندا (B) بھدرا (C) تدا (D) وجیا

سرگرمی

- بھارت کے خاکہ نقشے میں بھارت کے تہذیبی ورثے کے مقامات درج کیجیے۔
- گجرات میں تہذیبی ورثے کے مقامات دیکھنے کے لیے تفریحی پروگرام بنائیے۔
- بھارت کے تہذیبی ورثے کے مقامات کے متعلق مع تصاویر قلمی میگزین تیار کیجیے۔
- رانی اُدئے متی کے بارے میں مزید معلومات اکٹھا کیجیے۔

7 ہمارے ورثے کا تحفّظ

بھارت دنیا میں سب سے الگ مقام کا رکھتا ہے۔علم و فنون، مذہب و تہذیب کے شعبوں میں بھارت کا اہم رول رہا ہے۔ بھارت خوش حال و نادر ورثے کا حامل ہے۔ ہمارا ورثہ بھارت دیش کی قدیم شان و شوکت ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے ہمارے عالیشان ورثے کا تحفظ و خبر گیری کے لیے ہم سب کو تیار رہنا چاہیے۔ یہی وقت کا تقاضہ ہے۔

تہذیبی ورثے کی حفاظت کی ضرورت

بھارت کا ورثہ متنوع ہے جو ہمیں دنیا میں عزت دلاتا ہے۔ تہذیبی ورثے میں ادب، سنگتراش تعمیرات، مختلف فنون اور قدرتی ورثہ کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ قدرتی یا انسان کے ذریعے تخلیق کردہ عوامل کے زیر اثر آرہا ہے۔ جس کی حفاظت ناگزیر ہے۔ ورثہ ملک کی عوام کو عزت و احترام دلاتا ہے۔ اس لیے ملک کی عوام اپنی پہچان ورثے کے ساتھ جوڑتے ہوئے اس کو عزت بخشتے ہیں۔ اس لیے اس کے انتظامیہ میں مثبت نقطۂ نظر کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ ناپید ہوتے ہوئے فنون، تعمیرات وغیرہ کی حفاظت کرنا چاہیے۔ جس سے آنے والی نسل کو اپنے آباؤ اجداد کے کیے ہوئے قابل فخر کاموں کی ترغیب ملے۔ ہم اپنے ورثے کے تحفظ کے تئیں بیدار نہیں ہیں۔ نیز ہماری غفلت کی وجہ سے ہمارے ورثے کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لیے آج ورثے کا تحفظ ضروری بن گیا ہے۔

تہذیبی ورثے کے حفاظت کی اہمیت

ورثہ جو ملک کی پہچان ہے۔ اس کو نظرانداز کرنے والے ملک کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا کیوں کہ ورثہ ہمارا راہ نما ہوتا ہے۔ ماضی میں جو غلطیاں ہم سے سرزد ہوئی ہیں حال میں اُسے سمجھ کر مستقبل کے لیے منصوبے اور ترقی کی سمت طے کرنے میں ورثہ ہمیں راستہ بتاتا ہے۔ ملک میں نئی جان پھونکنے کے عمل میں ورثہ کافی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

ملک کے تہذیبی اور طبعی ورثے کے مقامات کو ہونے والے نقصان کو تباہی کے تئیں لوگوں میں بیداری رونما ہو وہ ضروری ہے۔ ورثے کے تحفظ کے لیے صرف حکومت ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بھی اپنا رول ادا کرنا چاہیے۔ ورثہ ملک کی عوام کے لیے مثالی ہوتا ہے اس لیے اُسے برباد ہونے سے بچانا چاہیے اور یہ ضروری بھی ہے۔ بیرونی عوام کے حملے اور ہماری بیداری میں کمی کی وجہ سے ہمارے ورثے کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ اس کے جتن کی ذمہ داری سرکار اور سبھی لوگوں کا اخلاقی فرض ہے۔

صنعتِ سیاحت اور ہمارا ورثہ

یونیسکو نے بھارت کے کئی طبعی اور تہذیبی ورثے کے مقامات کو عالمی ورثے کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ دیس اور پردیس کے سیاح ہمارے تہذیبی اور فطری ورثے کے مقامات کو دیکھنے، جاننے اور تحقیق کرنے کی غرض سے آتے ہیں۔ اس وجہ سے صنعت سیاحت کی کافی ترقی ہوئی ہے اور صنعت آمد و رفت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ صنعتِ سیاحت جو کسی بھی ریاست کو معاشی فائدہ کرواتی ہے اور لوگوں کے تہذیبی فنون اور روایتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مقامی عوام کو روزگاری کے مواقع فراہم کرتی ہے اور برباد ہونے والے فن کو نئی زندگی حاصل کرتی ہے۔

تعلیمی شعبے میں سیاحت کے متعلق نصابوں کی ترقی ہونے سے سیاحت کی راہ نمائی (ٹورزم گائیڈ) کا ایک آزاد روزگار وجود میں آیا ہے۔ بیرونی ملک سے سیاحوں کے آنے کی وجہ سے بیرونی کرنسی بھارت کو حاصل ہوتی ہے اور گوناگوں تہذیب کی پہچان عالمی سطح پر کروا کر ملک کی ایک الگ شان اجاگر کرتی ہے۔ تہذیبی ورثے کے مقامات کے اردگرد پکے راستے، ریلوے، پانی ذرائع مواصلات وغیرہ سہولیات کی ترقی ہوتی ہے۔ صنعت سیاحت کی وجہ سے فوٹو گرافی، گھڑسواری، کشتی رانی جیسی سرگرمیوں کو تقویت اور پھیری والوں کو روزگاری حاصل ہوتی ہے۔ گوناگوں تہذیب، مقامی فنکاری، دستکاری اور ان کی خصوصیات ایک ہی اسٹیج پر دستیاب رہتے ہیں۔

ورثے کی دیکھ بھال اور تحفظ کے لیے کی گئی کوششیں

طبعی ورثے کی دیکھ بھال اور تحفظ کے لیے کی گئی کوششیں حسب ذیل ہیں :

- عیسوی سن 1952 میں بھارت سرکار نے بھارتی جنگلی جانوروں کے لیے ایک بورڈ کی تشکیل کی ہے۔ اس کے مطابق جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لیے وسائل فراہم کرنا، قومی باغات، پرندوں کی تحفظ گاہیں، پرندوں کے گھونسلوں کی تعمیر کے لیے صلاح مشورہ دینا اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لیے بیداری پھیلانے کا کام کرتا ہے۔

- عیسوی سن 1972 میں جنگلی جانوروں کے متعلق قانون عمل میں آئے ہیں۔ ان میں قومی باغات، محفوظ دشت گاہیں اور محفوظ علاقوں کو شامل کیا گیا ہے۔
- ملک میں قومی باغات اور محفوظ دشت گاہیں بنائی گئی۔
- ورثے کی دیکھ بھال اور اس کے تحفظ کے لیے ملک کے قوانین کو وسیع مشاہدے میں رکھا گیا ہے۔
- ناپائیدار ہونے والے مخصوص پودوں اور حیوانات کو بچانے کے لیے ان کی تباہی کو روکا جاسکے اس لیے سخت قوانین بنائے ہیں۔

اس کے علاوہ مختلف ادارے اور کمیٹیاں بھی ماحولیات کا نیز جنگلی جانوروں کے تحفظ کا نہایت کارآمد کام کر رہی ہیں۔ "ممبئی طبعی تاریخ کمیٹی" سب سے پُرانی ہے جس کا قیام 1883 میں ہوا تھا۔ ان دنوں فاؤنڈیشن، نیچرل کلب وغیرہ جیسے ادارے ماحولیات کے تحفظ کا مفید کام کرتے ہیں۔

7.1 جنگلی جانوروں اور ماحولیات کا تحفظ

ہمارے نادر و نایاب ورثے کی دیکھ بھال و تحفظ کے لیے حکومت نے ہمارے آئین میں مخصوص انتظام کیا گیا ہے۔

آئین میں شہریوں کو بنیادی فرائض ادا کرنا ہیں اس میں ورثے کے تحفظ کا شمار کیا گیا ہے۔

قدیم یادگاروں، آثارِ قدیمہ کے مقامات اور آثار-مقامات کے تحفظ کے لیے قانون

- بھارتی ورثے کے خلاف وقت کے ساتھ ساتھ جو خطرات اور نقصان دہ عوامل پیش آتے گئے ویسے ویسے ورثے کی دیکھ بھال کی کوششیں بڑھتی گئی ہیں۔ ورثے کی دیکھ بھال میں کئی تنوعات دیکھے گئے ہیں۔
- آثارِ قدیمائی ورثے کو محفوظ رکھنے کے لیے بھارت کی سنسد نے 1958 میں قدیم یادگاروں، آثارِ قدیمائی مقامات اور آثار کے متعلق قانون پاس کیا ہے۔ اس کے مطابق (قدیم مورتیاں) قدیم فنکارانہ تخلیقات، مذہبی مقامات، تاریخی یادگاریں، آثارِ قدیمہ کے مقامات اور آثار وغیرہ۔ کی دیکھ بھال کرنے کی ہدایت دی ہے۔
- محکمۂ آثارِ قدیمہ کے قانون کے مطابق کوئی بھی شخص، ادارہ یا ایجنسی بھارت سرکار کی پیشتر منظوری کے بغیر کسی بھی مقام پر کھدائی کام نہیں کرسکتا۔ اس کے نتیجے میں نجی اور خفیہ طور پر ہونے والی کھدائی روک تھام ہوئی ہے اور ہمارے ورثے کے کئی مقامات اب تک محفوظ رہے ہیں۔
- مرکزی حکومت نے کئی تاریخی مقامات کو 'قومی یادگاریں' قرار دے کر اس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری محکمۂ آثارِ قدیمہ کے سپرد کی گئی ہے۔ (ڈپارٹمنٹ آف آرکیالاجی)
- صرف حکومت کے ذریعے قانون بنانے سے نہیں مگر لوگوں کی یہ اخلاقی ذمہ داری سے بھی ورثے کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔
- محکمۂ آثارِ قدیمہ جو تباہ ہونے کی تیاری میں ہو ایسی یادگاریں، مقامات کی مخصوص طریقے سے مرمت کرواتا ہے۔
- عمارتوں کی مرمت کے دوران کچھ باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس میں اس کی اصل صورت، ہیئت، قد اس کی اصلیت وغیرہ محفوظ رہے یہ بہت ضروری ہے۔
- بھارتی آثارِ قدیمہ تحقیق کا شعبہ (Archaeolegical Survey of India) نام کا محکمۂ اپنی زیر نگرانی تقریباً 5000 سے زائد یادگاروں اور مقامات کی دیکھ بھال کا کام کرتا ہے۔
- آندھر پردیس میں کرشن دریا پر ناگارجن ساگر کثیرالمقصد منصوبے کی وجہ سے سنگم یشور مندر، پاپ ناشم مندر سمندر میں غرق ہوجانے والے تھے۔ محکمۂ آثارِ قدیمہ نے ان منادر کو آندھر پردیش کے محبوب نگر ضلع میں عالم پور مقام میں کامیابی کے ساتھ منتقل کیے ہیں۔
- دنیا کی سات عجائبات میں سے ایک آگرہ کا تاج محل، متھورا کی رفائنری اور دیگر صنعتوں کے دھنویں کی وجہ سے اس کا سفید

سنگِ مرمر مدھم اور زرد ہو رہے تھے۔ محکمۂ آثارِ قدیمہ کے ذریعے ہوا کی کثافت پھیلانے والی صنعتوں کو بند کروا کر تاج محل کی پابندی سے صفائی کے مناسب اقدام اٹھائے گئے۔ نتیجے کے طور پر تاج محل کی چمک برقرار رہی۔

عجائب خانوں (میوزیمس) کے تحفظ میں ہمارا کردار (رول)

بھارتیہ تجارتی قانون (1876ء) کے مطابق کسی بھی باشندے کو کوئی تاریخِ قدیم، فنکارانہ اشیاء گھر، کھیت کنواں، تالاب وغیرہ تعمیر کرتے وقت کھدائی کے وقت ہاتھ لگے، تو محکمۂ آثارِ قدیمہ کو اس کی اطلاع کرنا ہوتی ہے۔ ایسا کرنے سے دستیاب ہونے والے مقام پر یا عجائب خانوں میں ان کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ بے حد قیمتی فنکارانہ اشیاء کے تعلق سے وضع کیا ہوا قانون 1972 میں انفرادی یا نجی عجائب خانوں کی معلومات حاصل کی ہے۔ یہاں سنسکرت، اردھ ماگدھی، پراکرت، پالی وغیرہ مسوِدات کا تحفظ برقرار رکھا جاتا ہے۔ ہر ایک ریاست کے دفتر بھنڈار (ارکائز) میں دستاویزات کو سائنسی طریقے سے سنبھالنے سے تاریخ دانوں اور محققوں کو معقول رہنمائی حاصل رہتی ہے۔ قدیم فنکارانہ اشیاء اور پیش بہا قیمتی اشیا محفوظ کرنے میں عجائب خانوں (میوزیمس) کا کام کافی اہمیت کا حامل ہے۔ ملک کے اہم عجائب خانوں کی فہرست ذیل کے مطابق ہے :

ملک کے عجائب خانے میوزیم

نمبر شمار	نام	شہر	ریاست
1	قومی عجائب خانہ	نئی دہلی	دِلّی
2	بھارتیہ عجائب خانہ	کولکاتا	مغربی بنگال
3	چھترپتی شیواجی مہاراج واستو عجائب خانہ (پرنس آف ویلس میوزیم)	ممبئی	مہاراشٹر
4	سالار جنگ میوزیم	حیدرآباد	آندھر پردیش
5	راشٹریہ مانو عجائب خانہ	بھوپال	مدھیہ پردیش
6	لال بھائی، دلپت بھائی عجائب خانہ (ایل ڈی انسٹیٹوٹ آف اِنڈولوجی)	احمدآباد	گجرات
7	شری مہاویر جین آرادھنا کیندر کوبا	گاندھی نگر	گجرات
8	شری ہیمچندر آچاریہ عجائب خانہ	پٹّن	گجرات
9	وڈودرا میوزیم اور پکچر گیلری	وڈودرا	گجرات

تمام عجائب خانوں کے جتن اور تحفظ کی ذمہ داری ملک کی سرکار کے ساتھ ساتھ ہم سب کی بھی ہے۔ وہ ہمارا نیک فرض ہے۔

ورثے کے تحفظ میں ہمارا کردار

بھارت کے شاندار ماضی کے عظیم ورثے کے تحفظ کے لیے مرکز اور ریاستی سرکاروں، یونیسکو اور غیر سرکاری ادارے اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ مگر سب سے اہم ذمہ داری ہم سب کی اسکول، کالجوں میں مدرسین بھارت کے شاندار ورثے کا تعارف پیش کریں۔ طلبہ بھی گمنام یادگاریں، مقامات قدیم آثار کو پہچان کر ان کا تحفظ دیکھ بھال میں مدد کریں۔ ورثے کی فہرست تیار کرکے چوکسی رکھیں۔ یادگاریں ختم نہ ہو اس کی توڑ پھوڑ نہ ہو اسے کوئی چرا کر نہ لے جائے اس بات کا خیال رکھیں اور اس کے متعلق مسلسل مطالعہ کرتے رہیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ مقامی پیمانے پر اسکولیں، کالجوں اور نجی اداروں کے ذریعے تاریخی مقامات کی ملاقات، بیانات، نمائش، بحث و مباحثہ کی مجالس کا انعقاد ہمارے ورثے کی فہمائش کی جائے اور عوام کو بیدار کیا جائے یہ ضروری ہے۔ تاریخی یادگاریں، مجسمے، تعمیرات فنکارانہ کاریگری

کے نمونے ایک بار ختم ہوجاتے ہیں وہ دوبارہ اپنی اصل صورت میں لوٹ نہیں سکتے۔ لہٰذا انہیں برباد نہ ہونے دیا جائے۔ وہ اپنی اصل جگہوں سے دوسری جگہ پر نہ لے جائے اس کا خیال رکھا جائے یہی ہمارا پاکیزہ فرض ہے۔ ہمارا ملک کافی وسیع ہے اور بوقلموں ورثے کا حامل ہے۔ جس میں قدیم زمانے کی باؤلیاں جھرنے، تالاب، جھیلیں وغیرہ واقع ہیں۔ ان کی موسمِ باراں میں خاص نگرانی رکھنا چاہیے۔ مثلاً ڈھولکا کا ملاؤ تالاب، پٹّن کی واو، چانپانیر کا کنواں، محمود آباد کا بھمر یا کنواں، جونا گڑھ کا نوگھڑ وغیرہ قدیم یادگاروں کی طرح محفوظ ہیں۔ اس بات کا ہم سب کو خیال رکھنا ہوگا۔

سیاحت کے مقامات کی صفائی اور ان کا تحفظ

ہمارے ملک میں سیاحت کے مقامات کی صفائی اور تحفظ کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے اہم اقدامات کیے ہیں۔ اس نتیجے میں سیاحت کے مقامات کی صفائی اور چوکسائی سے ان کے تحفظ کا مخصوص منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ ملک اور بیرونی ممالک کے سیاحوں کو تاریخی، مذہبی اہمیت کی حامل سیاحت کے مقامات میں خصوصی دلچسپی رہتی ہے۔ لہٰذا ہماری سرکار ایسے مقامات کے تحفظ میں کافی فکرمند ہے۔

- پلاسٹک کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔
- سیاحت کے مقامات یا عوامی مقامات پر کوڑا۔ کرکٹ ادھر اُدھر نہ پھینکتے ہوئے کوڑا دان میں ڈالنا چاہیے۔
- تاریخی یادگاروں پر غیر ضروری تحریرات یا تصاویر بنا کر انہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہیے۔
- گندگی کی معقول نکاس ہونی چاہیے۔
- پان یا گٹکھا کھا کر ادھر اُدھر تھوکنا نہیں چاہیے۔
- تاریخی تعمیرات کی والی باؤلیاں پانی کے ذخائر، تالابوں، جھرنوں وغیرہ کا موسمِ باراں میں مخصوص خیال رکھنا چاہیے۔
- آثارِ قدیمائی کیمیاوی عمل کے ذریعے یادگاروں کی صفائی کرتے وقت بہت ہی احتیاط برتنا چاہیے۔
- ملکی، غیر ملکی سیاحوں کے ذریعے ہمارے تاریخی ورثے کو نقصان نہ پہنچے اس لیے انہیں بیدار کیا جائے۔
- قدرتی آفات سے سیاحتی مقامات کو نقصان ہو تو اسے اصل صورت میں دوبارہ لانے کے لیے کوششیں کی جانی چاہیے۔

ہمیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ سیاحت کے مقامات کی خوبصورتی، صفائی اور تحفظ اپنے ملک کو دنیا میں شہرت دلاتا ہے اور ملک کو خوشحال کرتا ہے۔ ماضی کے ورثے کی اصل صورت کو کسی طرح کوئی نقصان نہ پہنچے اس طرح جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا سہارا لے کر اس کا تحفظ کرنا چاہیے۔

7.2 تنوّعات میں اتحاد

بھارت : تنوّعات میں اتحاد

دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک تہذیب بھارتیہ تہذیب خوشحال اور تنوعات سے بھرپور ورثے والی ہے۔ بھارت میں نظر آنے والے تنوّعات ہی اس کی اپنی الگ پہچان ہے۔ مختلف ذاتیں، فرقے، مذاہب، رسم و رواجوں، تہذیبوں، زبانوں کا اشتراک بھارت میں ہوا ہے۔ بھارت تنوعات والا ہونے کے باوجود وہ رنگا رنگ تہذیب کی تخلیق کرسکا ہے۔

بھارت نے "واسودھیوکُٹم بکم" جذبے کو دنیا میں آشکارا کیا

ہے۔ پوری دنیا ایک خاندان ہے۔ یہ جذبہ بھارت میں وید کے دور سے کافی مقبول ہے۔"ہمیں چاروں سمت سے اچھے اور مبارک خیالات حاصل ہوں۔" روگ وید کا پیغام بھارتیہ تہذیب کی وسعت اور ہمہ گیریت کے درشن کراتا ہے۔

بھارت نے مذہبی رواداری کی اشاعت پوری دنیا میں کی ہے۔ سوامی وِوکانند نے شکاگو (امریکہ) میں منعقدہ وشو دھرم پرشد (عالمی مذہبی کانفرنس) میں کہا تھا کہ "مجھے یہ کہتے ہوئے بڑا فخر محسوس ہوتا ہے کہ جس مذہب کا میں نمائندہ ہوں اس مذہب نے دنیا کو رواداری اور عالمی برادری کا سبق سکھایا ہے۔"

بھارت ایک سیکولر ملک ہے۔ مذہب کے نقطۂ نظر سے بھارت دنیا کے اہم مذاہب کی امتزاج کی سرزمین ہے۔ ہندو، بُدھ، جین، پارسی، اسلام، عیسائی مذاہب کے بھارتیہ تہذیب پر اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

قدیم بھارت کی عظیم ہستیوں نے بھی بھارت کے اتحاد پر زور دیا اور پورے ملک کو "بھارت ورش" ایسا وسیع نام دیا تھا۔ پاکیزہ شمار کیے جانے والے سات دریا کی شمولیت بھارت میں تخلیق کردہ پر ارتھناؤں میں ہوئی ہے۔ روشی مُنیوں، صوفی سنتوں، سوامی ووِکانند، دیا نند سرسوتی اور مہاتما گاندھی جیسے لوگ پروشوں نے ہر وقت امن و اتحاد اور عالمی برادرانہ باتوں پر زور دیا ہے۔

تنوعات میں اتحاد "جو بھارتی تہذیب انوکھی خصوصیت ہے۔ مہاساگروں میں جس طرح دریاؤں کا سنگم ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اپنے ملک میں مختلف مذاہب، فرقے، ذاتیں، زبانیں، روایتیں، جشنوں کا اشتراک دیکھا جاتا ہے۔ بھارت میں مختلف لوگ باہمی وجود کے جذبے سے اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ بھارت کی عوام نے اپنی اس خصوصیت کی نشوونما اور جتن کیا ہے جو بے مثال ہے۔"

مشق

1. ذیل کے سوالات کے جواب تفصیل سے دیجیے :

(1) ہمیں اپنے ورثے کا جتن اور تحفظ کیوں کرنا چاہیے؟

(2) فطری ورثے کے جتن کے لیے کی گئی کوششوں کے بارے میں معلومات دیجیے۔

(3) ورثے کے جتن کے لیے اپنا کردار بیان کیجیے۔

(4) قدیم یادگاریں، آثارِ قدیمائی مقامات اور آثاروں کے مقامات کی دیکھ بھال کے لیے بنائے گئے قوانین بتایئے۔

2. ذیل کے سوالات کے نکاتی جواب دیجیے:

(1) ہمارے ورثے کے جتن اور تحفظ کی اہمیت بیان کیجیے۔

(2) عجائب خانوں کی دیکھ بھال کے کے بارے میں معلومات دیجیے۔

(3) تاریخی یادگاروں کی مرمت کرتے وقت کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(4) سیاحت کے مقامات کی صفائی اور جتن کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

(5) بھارت کے "تنوعات میں اتحاد" کے متعلق نوٹ لکھیے۔

3. ذیل کے سوالات کے جواب مختصر میں دیجیے :

(1) صنعتِ سیاحت سے ہونے والے فائدے بیان کیجیے۔

(2) اپنے ورثے کو لوگ کس طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں؟

(3) "ممبئ طبعی تاریخ کمیٹی" کی تشکیل کب ہوئی تھی؟ وہ کس کام کو انجام دے رہی ہے؟

(4) بھارتی آثارِ قدیمہ تحقیق کا شعبہ (Archaeological Survey Of India) کون سا کام سنبھالتا ہے۔

(5) سوامی وویکانند نے عالمی مذاہب کانفرنس میں کیا کہا تھا؟

4. ذیل کے ہر ایک سوال کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل انتخاب کرکے جواب دیجیے:

(1) صحیح نمبر انتخاب کرکے جوڑیاں بنایئے؟

(1) شری ہیمچندر آچاریہ	(A) ممبئ
(2) بھارتیہ عجائب خانے	(B) بھوپال
(3) چھترپتی شواجی مہاراج	(C) پٹّن
(4) راشٹریہ مانو عجائب خانہ	(D) کولکاتا

(A) (1-C), (2-D), (3-A), (4-B)　(B) (1-A), (2-B), (3-D), (4-C)

(C) (2-A), (4-C), (1-B), (3-D)　(D) (4-B), (1-D), (3-C), (2-A)

(2) ذیل میں درج کردہ کون سا بیان صحیح نہیں ہے؟

(A) بھارت نے "واسودھیوکٹم بکم" کے جذبے کو فروغ دیا ہے۔

(B) "مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ میں جس مذہب کی نمائندگی کرتا ہوں اس مذہب نے دنیا کو رواداری اور عالمی بھائی چارے کا سبق سکھایا ہے" (سوامی وویکانند)

(C) ڈچ اور انگریزوں نے بھی رواداری اور عالمی بھائی چارے میں اعتماد رکھنے والی عوام کو بھارت کے لوگوں نے "خوش آمدید" کہا۔

(D) قدیم بھارت کی عظیم ہستیوں نے اقتصادی اتحاد پر زور دیا تھا۔

(3) تاج محل کا سفید سنگِ مرمر مدھم ہورہا تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟

(A) زمینی آلودگی　(B) پانی کی آلودگی　(C) ہوا کی آلودگی　(D) آواز کی آلودگی

سرگرمی

- تہذیبی ورثے سے منسلک کسی ایک تاریخی مقامات کا پروجیکٹ بنا کر اسکول کی لائبریری میں رکھیے۔
- تاریخی مقامات، عجائب خانے، قومی باغات کی سیاحت کا اہتمام کرکے اس کی تصاویر کے ساتھ قلمی میگزین تیار کیجیے۔
- انٹرنیٹ کا استعمال کرکے عالمی تاریخی مقامات کی تصاویر یکجا کرکے ایک البم تیار کیجیے۔ عمدہ تصاویر کا مقابلہ رکھتے ہوئے جیتنے والے کو سرٹیفکیٹ انعام سے نوازیں۔
- اسکول لائبریری میں عالمی ورثے کے مقامات کی معلومات یکجا کرکے کلاس روم میں بحث کا انعقاد کیجیے۔
- اسکول کے تعلیمی سیاحت کے درمیان میوزیم کی ملاقات کا اہتمام کیجیے۔

●

8 قدرتی وسائل

وسائل کے ذریعہ انسان کی ضرورتیں کم و بیش یا مکمل طور پر مطمئن ہوسکتی ہیں۔ قدرت میں ہزاروں عناصر موجود ہیں لیکن اسے ہم وسائل نہیں کہہ سکتے۔ یہ عناصر تب ہی وسائل کہلائیں گے کہ جب انسان اپنے مخصوص علم و ہنر کے ذریعہ اس کا استعمال کرے۔ باالفاظ دیگر کہا جائے تو جس چیز یا اشیاء پر انسان دارومدار یا انحصار کرتا ہو، جس سے انسان کی ضرورتیں پوری ہوں اور انسان کے پاس اس کا استعمال کرنے کی جسمانی یا ذہنی قوت ہو۔ اس کے مطابق کوئی بھی اشیاء انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کام میں لی جائے تو وسائل بن جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں زمین میں دفن معدنیات کی معلومات کی ترقی سے انسانی زندگی کے لیے وہ نہایت ضروری بن گیا ہے۔ قدرتی وسائل میں استعمال اور کام کرنے کی صلاحیت دونوں خوبیاں موجود ہونی ضروری ہے۔ قدرت، انسان اور تہذیب تینوں کے باہمی عمل ہی وسائل بنتے ہیں۔

وسائل کے استعمالات

وسائل ہمیں کئی طرح سے کارآمد ہیں۔ انسانی زندگی کے ہر مرحلے پر اس کا کوئی نہ کوئی رول ہمیں نظر آتا ہے۔ کھیتی کی سرگرمی سے صنعتی سرگرمی تک تمام سرگرمیاں آخرکار براہ راست یا بلاواسطہ طور پر قدرتی وسائلوں پر منحصر ہیں۔ استعمالات سے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔

وسائل - غذا کے طور پر

انسان کی غذائی ضرورت مختلف وسائل سے پوری ہوتی ہیں۔ قدرتی طور پر ہونے والے پھلوں، کھیتی کے ذریعے مختلف زراعتی فصلیں، پالتو جانوروں کے ذریعے حاصل ہونے والے دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء اور گوشت، آبی ذخیروں سے حاصل ہونے والی مچھلیاں اور دیگر آبی اسفنج شہد کی مکھی کے ذریعے تیار کیا ہوا شہد وغیرہ اشیاء خوردنی اشیاء کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

وسائل - خام مال کے منبع

جنگلوں سے دستیاب ہونے والی مختلف چیزیں، کھیتی کے ذریعے دستیاب ہونے والی اشیاء مویشی سے حاصل ہونے والا اؤن، چمڑا اور گوشت، معدنیات وغیرہ چیزیں کئی صنعتوں کے لیے خام مال بنتے ہیں۔

وسائل - توانائی کے وسائل کے طور پر

ہم کوئلہ، پیٹرولیم، قدرتی گیس وغیرہ کا صنعتوں اور گھروں میں ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نیز سورج کی روشنی، ہوا، سمندر کی موجیں مد و جزر اور آبشار وغیرہ سے بھی توانائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

وسائل کی قسمیں

وسائل کی مندرجہ ذیل درجہ بندی کی گئی ہے :

(1) ملکیت کی بنیاد پر (2) دوبارہ حاصل ہونے کی بنیاد پر (3) تقسیمی علاقوں کی بنیاد پر

لیکن یہاں ملکیت کی بنیاد پر وسائل کی قسمیں اس طرح ہیں۔ اس معلومات کو ہم جدول کی مدد سے سمجھیں۔

نمبر	ملکیت کے نظریے سے	تفصیل	مثال
.1	انفرادی وسائل	کسی فرد یا کنبہ کی ملکیت	زمین، مکان وغیرہ
.2	قدرتی وسائل	کسی بھی ملک یا علاقے کی عوامی ملکیت	لشکر، بین الاقوامی تجارت
.3	عالمی وسائل	دنیا کی مادّی اور غیر مادّی ایسی پوری دولت جس کا استعمال انسانی بھلائی کے لیے ہوتا ہے۔	دنیا کے تمام ملکوں کی مشترکہ ملکیت کے وسائل

وسائلوں کی تقسیم کی بنیاد پر اس کی قسمیں اس طرح ہوتی ہیں۔

نمبر	تقسیم کے شعبے کے مطابق	تفصیل	مثال
.1	آسانی سے دستیاب ہونے والے وسائل	ماحولیات میں موجود استعمال گیسیں	آکسیجن، نائٹروجن
.2	عام طور پر آسانی سے دستیاب وسائل	جو عام طور پر حاصل ہوں	ارض، زمین، پانی، چراگاہ
.3	کم یاب وسائل	جس کے موصولہ مقامات معدنیات محدود ہوں	کوئلہ، پیٹرولیم، تانبہ، سونا، یورینیم وغیرہ معدنیات
.4	واحد وسائل	دنیا میں کبھی کبھی ایک یا دو مقام سے ہی حاصل ہونے والی معدنیات	کرایولائٹ معدنیات جو صرف گرین لینڈ سے ہی دستیاب ہوتی ہے۔

جدول کے ذریعے آپ دو قسم کی معلومات سمجھیں۔ وسائل کے دیگر طریقے پر بھی حصّے کیے جا سکتے ہیں۔ جس میں قابل تجدید اور غیر قابل تجدید دو حصّے کیے جاتے ہیں۔ چند وسائل خود سے ہی متعین وقت میں استعمال حصّہ بن جاتے ہیں۔ یا وہ کبھی نہ ختم ہونے والے ہوتے ہیں۔ جنگلات، سورج کی روشنی، چرندے، پرندے وغیرہ اس زمرے میں شامل ہیں۔ جنھیں قابل تجدید وسائل کہا جاتا ہے۔ جبکہ غیر قابل تجدید وسائل جو ایک بار استعمال ہونے کے بعد دوبارہ استعمال میں نہیں لیے جا سکتے یا انھیں دوبارہ بنایا نہیں جا سکتا یا مستقبل قریب میں دوبارہ ان کی تشکیل ناممکن ہے۔ معدنی کوئلہ، پیٹرولیم، قدرتی گیس، اس زمرے میں شامل ہیں۔

وسائلوں کی منصوبہ بندی اور تحفظ

انسان کی ضرورتیں لامحدود ہیں، جبکہ قدرتی وسائل محدود ہیں۔ گذشتہ سو سالوں میں انسان کے ذریعے سائنس اور تکنیکی شعبے میں غیر معمولی ترقی ہونے سے اور آبادی میں اضافے سے وسائل کا استعمال بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ان حالات کے متعلق اگر سنجیدگی سے فکر نہ کی گئی تو مستقبل میں اس کے برے نتائج بھگتنے ہوں گے۔ اسی لیے آئندہ نسلوں کے لیے وسائل کا تحفظ کرنا بھی وسائل کا کفایت شعاری سے استعمال کرنا۔

تحفظ لفظ کا سیدھا تعلق وسائل کی قلت سے جڑا ہوا ہے۔ اسی طرح وسائل کا بے تحاشہ کھدائی اور لاپرواہی سے استعمال جاری رہا تو ترقی اور دور حاضرہ کی انسانی زندگی کا معیار برقرار رکھنا تقریباً خواب بن کر رہ جائے گا۔ اس لیے اس کا کفایت شعاری سے استعمال، اس کا تحفظ اور دوبارہ استعمال جیسی باتیں اس میں شامل ہیں۔ جب کسی جاندار یا درخت کے وجود پر خطرہ ہو تب اس کے لیے ترتیب دیے گئے انتظام کو اس کا تحفظ کہتے ہیں۔

وسائل کی منصوبہ بندی اور تحفظ کے لیے ضروری باتوں کو تفصیل سے سمجھیں۔

- سب سے پہلے کسی ایک ملک یا علاقے کو اکائی شمار کر کے اس کے استعمال میں لیے گئے، غیر استعمال شدہ یا ممکنہ وسائل کی دستیابی اور خصوصیات کی معلومات حاصل کرنا۔
- جن وسائل کی مقدار محدود یا ناقابل تجدید ہے اس کی سائنسی طریقے سے کھدائی کرنا چاہیے اور اس کا استعمال لازمی ہو وہیں کرنا چاہیے۔
- جن وسائل کی مقدار بڑھائی جا سکتی ہے اس کی ترقی کے لیے کوشش کرنا چاہیے۔
- جو وسائل دور حاضرہ میں سستے یا آسانی سے دستیاب ہوں انہیں ضائع کرنے کی بجائے مستقبل کی ضرورتوں کے لیے کفایت شعاری سے بچانا چاہیے۔

- جو محدود مقدار میں دستیاب ہیں ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔تکنیکی ترقی کے ذریعے اُس کے متبادل ماخذ کی تلاش طویل مدت میں فائدہ مند ہے۔
- وسائل کے تحفظ کے لیے حکومت کے ذریعے ضروری قانون اور اصول بنا کر اُن پر عمل کروانا چاہیے۔
- شہریوں کو وسائل کے کفایت استعمال سے جڑی تمام باتوں سے آگاہ کریں اور عوامی بیداری پیدا کرنی چاہیے۔

زمین - تشکیل

عام طور پر سطح زمین کی اوپری پرت جس میں نباتات اُگتی ہے۔ اُسے ہم زمین کہتے ہیں۔ زمین ارض کی پرت پر کئی مختلف ذرات سے بنی ہوئی ایک پتلی پرت ہے۔ اس میں معدنیات، رطوبت، کہرہ اور ہوا وغیرہ شامل ہیں۔مٹی کے نیچے اصل چٹانی پرتیں واقع ہیں۔ زمین کی تشکیل اصل چٹانوں کے کٹاؤ اور گِھساؤ سے حاصل ہونے والے ماڈوں جیسی ہوتی ہے۔جس میں حیاتیاتی باقیات، رطوبت اور ہوا شامل ہیں۔ دیگر طریقے سے کہا جائے تو زمین معدنیات اور حیاتیاتی عناصر کا قدرتی امتزاج ہے۔ اس میں نباتات کی نشوونما کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

زمین

ارضی سطح کی اوپری پرت جس کو ہم زمین کہتے ہیں اس میں نباتات کی نشوونما کے لیے ضروری معدنی اجزاء اور حیاتیاتی ماڈے موجود ہوتے ہیں۔ جبکہ اس کا تناسب ہر زمین میں یکساں نہیں ہوتا۔ اس طرح زمین یعنی نامیاتی ماڈوں والا باریک ذرّات سے بنا نرم چٹانی ماڈہ یعنی سطح ارض کی اوپری چٹانوں اور نباتاتی ماڈوں کے امتزاج سے تشکیل پانے والی غیر منظّم ماڈوں کی پرت یا سطح۔ اصل چٹانوں کے کٹاؤ یا گھساؤ کے عمل سے ٹوٹ کر اس کا باریک چورا بن جائے اور اس بُرادے یا چورن میں نباتات اور کیڑے مکوڑوں گلنے سڑنے سے تیار ہونے والے نامیاتی عناصر اس میں شامل ہوتے ہیں۔

زمین کی ابتدا کے دوران اُس وقت کی آب و ہوا والے علاقے میں مختلف قسم کی چٹانوں میں سے تیار ہونے والی زمین طویل عرصے تک ایک ہی قسم کی ہوتی ہے۔ یعنی کہ ایک ہی قسم کی اصل چٹانوں میں سے الگ الگ آب و ہوا سے تیار ہونے والی زمین الگ الگ قسم کی ہوتی ہے۔ زمین کی قسم اس کے رنگ، آب و ہوا اصل چٹانیں، ذرات کی تخلیق زرخیزی جیسی باتوں کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

زمین کی قسمیں :

فی الحال بھارتی زراعت تحقیق کونسل (ICAR) کے ذریعے بھارت کی زمین کو 8 قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔جس میں پہاڑی زمین اور جنگل قسم کی پہاڑی علاقوں میں الگ الگ اونچائی پر نظر آتی ہے۔

(1) کانپ کی زمین (Alluvial Soil)
(2) لال یا سُرخ زمین (Red Soil)
(3) کالی زمین (Black Soil)
(4) لے ٹے رائٹ زمین (Laterite Soil)
(5) ریگستانی قسم کی زمین (Desert Soil)
(6) پہاڑی زمین (Mountain Soil)
(7) جنگل قسم کی زمین (Forest Soil)
(8) دلدلی یا پیپٹ قسم کی زمین (Marshy and Peaty Soil)

(1) کانپ کی زمین (Allurial Soil) : اس قسم کی زمین بھارت کے کل رقبے کے تقریباً 43% رقبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ مشرق میں برہمپترا وادی سے لے کر مغرب میں دریائے ستلج کا شمالی بھارت کا میدان، جنوبی بھارت میں نربدا، تاپی، مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری کے وادی کے علاقوں میں اور اس کے علاوہ مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری کے دہانے کے مثلث نما علاقوں میں اس قسم کی

زمین واقع ہے۔ کانپ کی زمین کی تشکیل دریاؤں کے ذریعے ذخیرہ کیے ہوئے کانپ کی مرہون منت ہے۔ ایسی زمین میں پوٹاش، فاسفورک ایسڈ اور چونے کی مقدار زیادہ نظر آتی ہے۔ جبکہ نائٹروجن اور کہرے کی مقدار نسبتاً کم پائی جاتی ہے۔ اگر اس زمین میں دالوں قسم کی فصلیں اُگائی جائیں تو اس میں نائٹروجن کے استحکام کی مقدار بڑھائی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی زمین میں گیہوں، چاول، گنّا، پٹسن، کپاس، مکئی، تلہن جیسی فصلیں لی جاتی ہیں۔

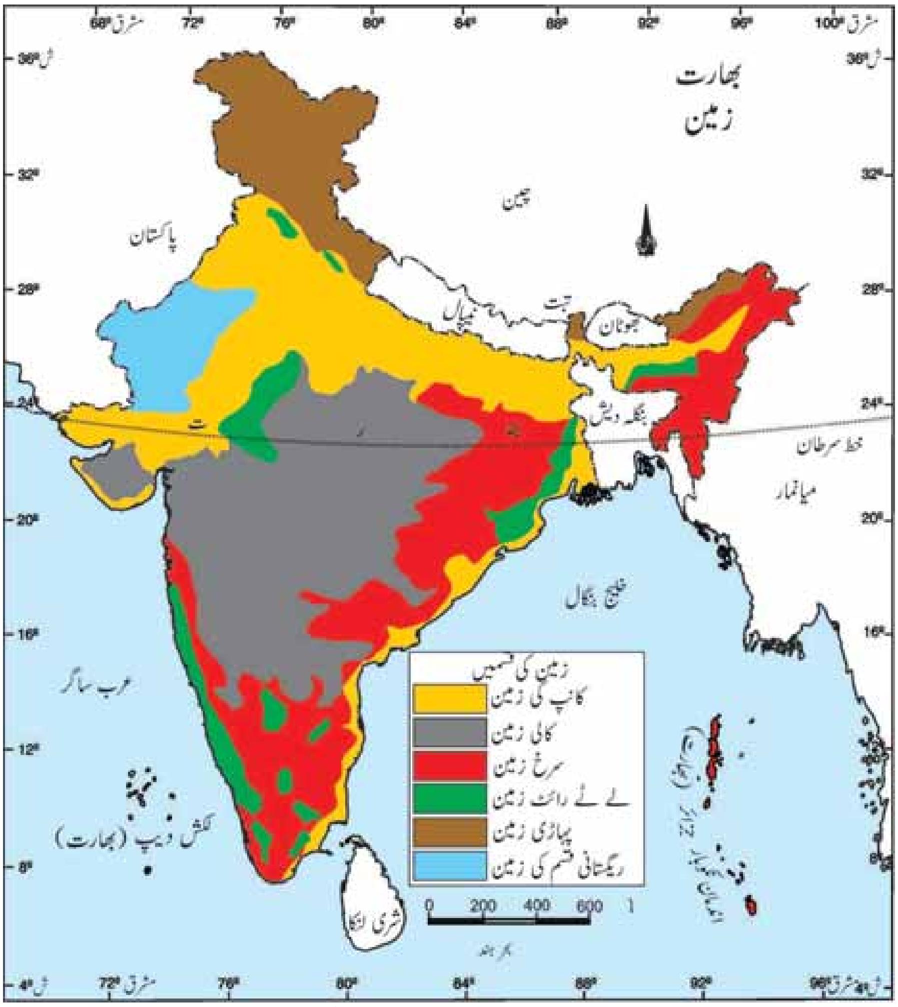

8.1 بھارت کی زمین کی اہم قسمیں

(2) لال یا سرخ زمین (Red Soil) : لال یا سرخ زمین بھارت کے کل رقبے کے تقریباً 19% رقبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ جنوب میں جزیرہ نما کے تمل ناڈو سے لے کر شمال میں بندیل کھنڈ تک اور مشرق میں راج پہاڑیوں کے مغرب میں کچھ تک پھیلی ہوئی ہے۔ راجستھان میں اُدے پور، چتّوڑگڑھ، ڈونگرپور، بانس واڑا اور بھیل واڑا ضلع میں اس قسم کی زمین نظر آتی ہے۔ اس زمین میں فیرک آکسائڈ کی موجودگی کی وجہ سے اس کا رنگ لال ہوتا ہے اور وہ زیر زمین پیلے رنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس زمین میں کنکر اور کاربونیٹ دستیاب نہیں ہوتے۔ زیادہ تر اس زمین میں چونا، میگنیشیم، فوسفیٹ، نائٹروجن اور پوٹاش کی کمی نظر آتی ہے۔ اس قسم کی زمین میں باجرا، جوار، گیہوں، کپاس، السی، مونگ پھلی، آلو وغیرہ فصلیں اُگائی جاتی ہیں۔

8.2 لال (سرخ) زمین

(3) کالی زمین (Black Soil) : کالی یا ریگور زمین بھارت کے کل رقبے کے تقریباً %15 رقبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس زمین کی تشکیل دکن میں لاوا رس کے پھیلنے سے ہوئی ہے۔ تمام مہاراشٹر، مغربی مدھیہ پردیش، آندھر پردیش اور کرناٹک کا کچھ حصّہ وغیرہ جگہوں پر اس قسم کی زمین نظر آتی ہے۔ گجرات میں سورت، بھروچ، نرمدا، وڈودرا تاپی اور ڈانگ ضلع کی زمین اس قسم کی ہے۔ اس قسم کی تشکیل میں لاوائی چٹانوں اور آب و ہوا کا اہم رول ہے۔ لوہا، چونا، کیلشیم، پوٹاش، ایلومنیم اور میگنیشیم کاربونیٹ کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کی زرخیزی عمدہ ہوتی ہے۔ اس زمین میں نمی کو جذب کرنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ جب نمی خشک ہو جاتی ہے تو اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اس قسم کی زمین میں کپاس، السی، سرسوں، مونگ پھلی، تمباکو اور اُڑد جیسی دالوں کی فصلیں لی جاتی ہیں۔ کپاس کی پیداوار کے لیے یہ زیادہ مناسب ہونے کی وجہ سے اس زمین کو کپاس کی زمین بھی کہا جاتا ہے۔

8.3 کالی زمین

(4) لے ٹے رائیٹ یا کم زرخیز زمین (Laterite Soil) : اس زمین کا نام لیٹن زبان کے لفظ 'Later' یعنی اینٹ پر سے بنا ہے۔ اس کا لال رنگ لوہا آکسائڈ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ زمین جب رطوبت والی ہوتی ہے۔ تب مکھن جیسی ملائم اور خشک ہونے پر سخت ہو جاتی ہے۔ خشک اور مرطوب آب و ہوا کی تبدیلی اور سیلیکا آمیز ماڈوں کی ممانعت سے اس کی تشکیل ہوتی ہے۔ بھارت کے جزیرہ نما سطح مرتفع کے اونچائی والے حصّوں میں ترقی یافتہ نظر آتی ہے۔ اس قسم کی زمین میں خاص طور پر لوہا، پوٹاش اور ایلومنیم کی مقدار زیادہ نظر آتی ہے۔ یہ زمین کم زرخیز ہوتی ہے۔ لیکن اس میں کھاد ڈال کر کپاس، دھان، راگی، گنّا، چائے، کافی، کاجو وغیرہ کی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ اس زمین کو پڑکھاؤ زمین کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے۔

(5) ریگستانی قسم کی زمین (Desert Soil) : یہ زمین خشک اور نیم خشک آب و ہوا والی نظر آتی ہے۔ یہ زمین ریتیلی اور کم زرخیز ہوتی ہے۔ اس میں نمک کے ذرات کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اس قسم کی زمین راجستھان، ہریانہ اور جنوبی پنجاب کے کچھ علاقوں میں نظر آتی ہے۔ گجرات میں اس قسم کی زمین کچھ اور سوراشٹر کے بعض علاقوں میں واقع ہے۔ آب پاشی کی سہولت سے باجرا اور جوار کی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

(6) پہاڑی زمین (Mountain Soil) : یہ زمین ہمالیہ کی وادیوں اور ڈھلوانوں کے علاقوں میں 2700 میٹر سے 3000 میٹر کی اونچائی پر نظر آتی ہے۔ اس کی پرت پتلی اور غیر پختہ ہوتی ہے۔ اسم، دارجلینگ، اُتراکھنڈ، ہماچل پردیش اور کشمیر میں واقع ہے۔ ہمالیہ کے عام انچائی والے حصّوں میں دیودار، چڑ اور پائن کے درختوں کے علاقوں میں اس قسم کی زمین نظر آتی ہے۔

(7) جنگل قسم کی زمین (Forest Soil) : اس قسم کی زمین ہمالیہ کے اہرام نما جنگلوں کے 3000 میٹر سے 3100 میٹر کی اونچائی کے درمیان اور سہادری، مشرقی گھاٹ اور مدھیہ ہمالیہ کے ترائی کے علاقوں میں واقع ہے۔ درختوں کے پتّوں کے جھڑنے سے سطح زمین ڈھکی رہتی ہے اور ان پتّوں کے سڑنے سے نامیاتی ماڈوں کی مقدار بڑھنے سے زمین کا اوپری حصّہ کالا نظر آتا ہے۔ وہ زمین پاتال میں نیچے کی جانب بھورے رنگ میں بدل جاتی ہے۔ اس زمین میں چائے، کافی، گرم مصالحوں کے علاوہ گیہوں، مکئی، جو، دھان وغیرہ فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ اس قسم کی زمین محدود علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

(8) دلدلی یا پیٹ قسم کی زمین (Marshy or Peaty Soil) : اس قسم کی زمین رطوبت والے علاقوں میں حیاتیاتی ماڈوں کی آمیزش سے فروغ پاتی ہے۔ بارش کے موسم کے درمیان یہ زمین پانی میں ڈوبی رہتی ہے اور پانی کے کم ہونے پر اس میں دھان کی کھیتی کی جاتی ہے۔ اس زمین میں حیاتیاتی ماڈوں اور زیادہ نمکین اور پوٹاش کی کمی نظر آتی ہے۔ ایسی زمین اڑیسہ، مغربی بنگال، تمل ناڈو کے کناروں کے حصّوں شمالی بہار کا وسطی حصّہ اور اتراکھنڈ کے الموڑا ضلع میں نظر آتی ہے۔ اس زمین کا علاقہ نہایت ہی محدود رقبے والا ہے۔

زمین کا کٹاؤ

کٹاؤ یعنی زمین کے ذرّات کا تیز ہوا یا پانی کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونا۔ باالفاظ دیگر کہا جائے تو زمین کے اوپری ذرّات کا تیزی سے قدرتی عوامل کے ذریعے دیگر مقام پر منتقل ہو جانا۔ اس اوپری پرت کو تیار ہونے میں سالوں لگے ہیں۔ زمینی ذرّات تیز بارش یا طوفانی ہواؤں سے تھوڑے ہی دنوں میں کھینچ جاتے ہیں تو کھیتی کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ اس پرت کی حفاظت کھیتی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے زمین کا کٹاؤ روکنا چاہیے۔

8.4 زمین کٹاؤ

زمین کا کٹاؤ روکنے کے اقدام

- زمین پر چَرنے کی سرگرمیوں کو قابو پر رکھنا۔
- ڈھلوانوں والی زمینوں میں قطار میں زینے بنا کر کھیتی کرنا۔
- ناکارہ زمینوں میں درخت اگانے چاہیے۔
- پانی کے بہاؤ کو روکنے کے لیے ذیلی بند تعمیر کرنے چاہیے۔
- پانی کی رفتار کو کم کرنے کے لیے ڈھلوان والے کھیتوں میں گہرے ہل چلانا چاہیے۔

8.5 ذیلی بند

ارضی تحفظ

ارضی تحفظ یعنی زمین کا کٹاؤ روک کر زمین کے معیار کو برقرار رکھنا، زمین کے تحفظ کا سیدھا تعلق مٹی کے ذرات کو ان کی اصل جگہ پر محفوظ رکھنا ہے۔ دنیا میں مختلف جگہوں پر جس کسی مقام اور مسائل کے مناسب علاج تجویز کیے جاتے ہیں۔ اگر ارضی تحفظ نہ ہو تو اس سے

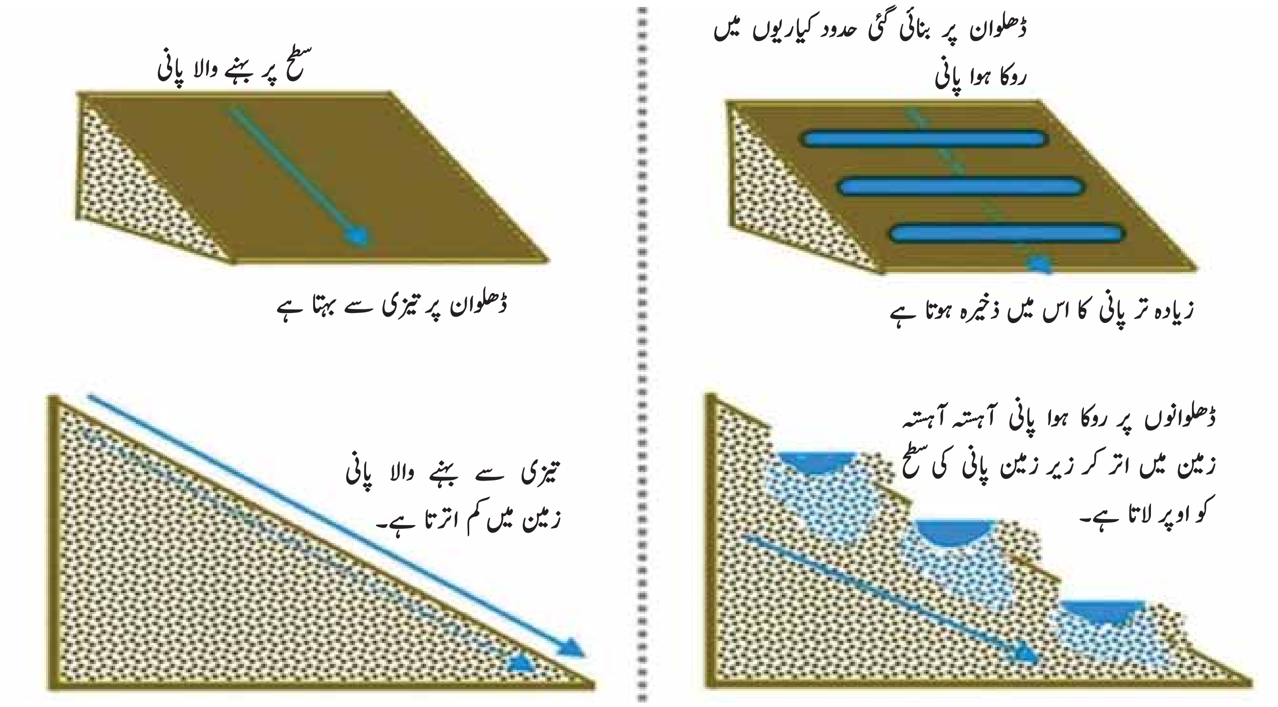

8.6 ارضی تحفظ کے طریقے

سیلاب کے امکانات بڑھنے سے جان مال کی سلامتی کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے ارضی تحفظ بے حد ضروری ہے۔

ارضی تحفظ کے طریقے

- جنگلوں کے گھنے پن سے زمین کے اصل زمینی ذرّات جکڑے رہتے ہیں۔
- دریاؤں کی گھاٹیوں پر اور پہاڑی ڈھلوانوں پر شجرکاری کرنا۔
- ریگستانوں کے قریبی علاقوں میں چلنے والی ہواؤں کو روکنے کے لیے درختوں کو قطار میں لگانا۔ ریگستانوں کو آگے بڑھنے سے روکنا۔
- دریاؤں کے سیلاب کو دیگر دریاؤں میں موڑنا یا خشک دریاؤں کو بھر کر قابو میں لینا چاہیے۔
- بے انتہائی چرائی سے پہاڑوں کی زمین کی سطح کمزور ہو جاتی ہے۔ اسے روکنا چاہیے۔

8.7 زینہ نما کھیت

8.8 افقی متوازی ہل چلانا

- افقی متوازی ہل چلانا، زینہ نما کھیتوں، جیسے طریقے اپنانے چاہیے۔
- جس زمین کی زرخیزی کم ہوگئی ہو اس میں دوبارہ نامیاتی مادّوں کو شامل کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالا علاج کے ذریعے زمین کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ زمین کے تحفظ کی آج بے حد ضرورت ہے اس کے تحفظ کے لیے حکومت، سماج اور عوام کو مشترکہ کوششیں کرنی ہوگی۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیجیے :

(1) وسائل کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے استعمالات بیان کیجیے۔

(2) ارضی تحفظ کسے کہتے ہیں؟ ارضی تحفظ کی تدابیر بتائیے۔

2. مندرجہ ذیل سوالات کے جواب ہدایت کے مطابق دیجیے :

(1) زمین کی تشکیل کا عمل بیان کرتے ہوئے اس کی قسمیں کس بنا پر کی جاتی ہیں؟ سمجھائیے۔

(2) کانپ کی زمین سے متعلق نوٹ لکھیے۔

(3) کالی زمین کے متعلق نوٹ لکھیے۔

3. مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مختصر دیجیے :

(1) زمین کے کٹاؤ روکنے کے تدابیر بتائیے۔

(2) پہاڑی زمین کسے کہتے ہیں؟

(3) ریگستانی قسم کی زمینوں سے متعلق مختصر میں معلومات دیجیے۔

4. مناسب متبادلات پسند کر کے جواب لکھیے :

(1) دنیا میں ایک یا دو مقام سے حاصل ہونے والے وسائل ......

(A) آسانی سے دستیاب ہونے والے وسائل (B) عام طور پر آسانی سے دستیاب وسائل

(C) کم یاب وسائل (D) واحد وسائل

(2) زمین کی تشکیل اصل چٹانوں کے .... حاصل ہونے والے مادّوں سے ہوتی ہے۔

(A) گھساؤ کٹاؤ سے (B) منتقل اور مستطیل سے

(C) ترتیب اور بے ترتیبی سے (D) عمودی اور افقی سے

(3) کم زرخیز زمین کا دوسرا نام کیا ہے؟

(A) کانپ کی زمین (B) لے ٹے رائٹ زمین (C) کالی زمین (D) لال یا سُرخ زمین

(4) حال ہی میں بھارتیہ زراعتی تحقیقاتی کونسل کے ذریعے بھارت کی زمینوں کو خاص ....قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(A) سات (B) سولہ (C) پانچ (D) آٹھ

سرگرمی

- تمہارے گاؤں یا شہر کے اطراف میں واقع زمین کٹاؤ کے مسائل والے علاقوں کی کھائیوں کی ملاقات مدرس کی رہنمائی میں ترتیب دیجیے۔
- دوستو! سفر کے دوران الگ الگ علاقوں کی زمینوں کا معائنہ کیجیے۔
- تمہارے گاؤں یا شہر کے نزدیک واقع زمین کی قسم سے متعلق اپنے بزرگوں سے معلومات حاصل کریں۔
- استاد یا بزرگوں کی رہنمائی میں مندرجہ ویب سائٹ سے نئی معلومات حاصل کر کے اسکول کی اسمبلی یا کلاس روم میں پیش کریں۔

(i) www.omaf.gov.on.ca (ii) wwwf.panda.org

●

9 جنگل اور جنگل کے حیاتیاتی وسائل

انسان کا وجود اور اس کی ترقی وسائل کی مرہون منت ہے۔ قدیم زمانے سے قدرت سے مختلف چیزیں حاصل کر کے ہم اپنی ضرورتوں کو پورا کرتے رہے ہیں۔ جس میں جنگل بہت ہی اہم وسائل مانا جاتا ہے۔ جنگل کے عام معنی درختوں، جھاڑیوں اور ان کا امتزاج۔ قدرتی نباتات میں اسی نباتات کو شامل کیا جائے جس کی پرورش انسان کی مدد کے بغیر قدرتی طور پر ہوتی ہو اُسے خود رو (Virgin) نباتات کہتے ہیں۔ بھارت میں اس قسم کی نباتات اب صرف ہمالیہ۔ سُندرون اور تھر کے ریگستان کے ناقابل تسخیر علاقوں میں ہی نظر آتی ہے۔

جنگلوں کی درجہ بندی

یہ درجہ بندی الگ الگ نظریہ سے کی جاتی ہے۔ آب و ہوا پر منحصر جنگلوں کی قسمیں آپ نویں جماعت میں سیکھ چکے ہیں۔ یہاں ہم انتظامیہ ملکیت اور انتظامیہ کے نظریے سے ہونے والی جنگلوں کی تین قسموں کو سمجھیں گے۔

انتظامی نظریے سے جنگلوں کی قسمیں

(1) امانتی جنگل (Reserved Forest) : اس قسم کے جنگلات براہِ راست حکومت کے زیر نگراں ہوتے ہیں۔ ان میں لکڑی کاٹنے، چننے اور مویشی چرانے پر پابندی ہوتی ہے۔

(2) محفوظ جنگل (Protected Forest) : اس قسم کے جنگلات کی دیکھ بھال حکومت کے ذریعے کی جاتی ہے۔ درختوں کو نقصان پہنچائے بغیر لکڑیاں چننے اور مویشی چرانے کی مقامی لوگوں کو اجازت ہوتی ہے۔

(3) غیر درجہ بند جنگل (Unclassified Forest) : ان جنگلوں کی درجہ بندی ابھی تک نہیں ہوئی۔ یہاں درختوں کی کٹائی اور مویشی چرانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

ملکیت، نظام اور انتظامی نظریے سے جنگلوں کی قسمیں

بھارت کے جنگلوں کو ملکیت، انتظامی اور اہتمام کے نظریے سے مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1) ریاست کی ملکیت کے جنگل (State Forest) : اس قسم کے جنگلوں کی نگرانی ، ریاست یا مرکزی حکومت کی ہوتی ہے۔ ملک کے پیشتر جنگلاتی علاقوں کا شمار اس قسم میں کیا جاتا ہے۔

(2) اجتماعی جنگل (Communal Forest) : اس قسم کے جنگلوں پر مقامی حکومت کی (گرام پنچایت، نگر پالیکا، مہانگر پالیکا، ضلع پنچایت) کی نگرانی ہوتی ہے۔

(3) نجی جنگل (Private Forest) : اس قسم کے جنگل ذاتی ملکیت کے ہوتے ہیں۔ اڑیسہ، میگھالیہ، پنجاب اور ہماچل پردیش میں اس قسم کے جنگل خاص طور پر نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے زیادہ تر جنگلات ویران ہوگئے ہیں۔

جنگل کی کٹائی، جنگل کی تباہی

جنگل کی کٹائی یعنی جنگلوں کو برباد کرنا۔ نہایت ہی اونچے پیمانے پر ہونے والی جنگل کی کٹائی ہمارے ملک کا ہی نہیں بلکہ تمام عالم کا اہم مسئلہ ہے۔ جسے انسانی ترقی کے سفر کا نتیجہ شمار کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ قدرتی طور پر بھی درخت برباد ہورہے ہیں۔ لیکن یہ انسانی مداخلت سے ہونے والی تباہی کے مقابلے میں نا کے برابر ہیں۔

جنگل کی کٹائی کے اثرات

جنگل کی کٹائی کے اثرات وسیع پیمانے پر محسوس ہورہے ہیں۔ ماحول میں کاربن ڈائی آکسائڈ بڑھ رہی ہے۔ گرین ہاؤس اثرات شدید بنے ہیں۔ زمین پر درختوں کا گھنا پن کم ہونے پر مٹی کے بہاؤ سے کھیتی کی زرخیزی کا مسئلہ بڑھتا ہے۔ جزیرہ نما بھارت کے جنگلوں میں بڑے پیمانے سے ہونے والی جنگلوں کی کٹائی کی وجہ سے جنگل کا علاقہ کم ہوگیا ہے۔ کئی جاندار اپنی قدرتی رہائش گاہوں سے محروم ہوگئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں جنگل کے جاندار خوراک اور پانی کی تلاش میں انسانی آبادیوں کے علاقوں میں گھس آتے ہیں۔ گوشت خور جنگلی

جانوروں کے ذریعے جنگل کے قریب آباد گاؤں کے پالتو جانوروں کی اموات کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔

جنگل کی حفاظت کے اقدامات

- لکڑی کے متبادل استعمال کی جاسکے ایسی اشیاء کی تحقیقات کرنا۔ جس سے لکڑی کا استعمال کم ہونے سے جنگل بچ جائیں گے۔ جہاں ضرورت یا ترقی کے لیے تعمیری کام کے دوران درختوں کو لازمی طور پر کاٹنے پڑیں، تو اس کی جگہ پر نئے اور اسی نسل کے درخت اگائے جائیں۔ قبل از وقت درختوں کی کٹائی پر مکمل پابندی لگائی جائے۔
- جو صنعتیں جنگلوں سے خام مال حاصل کرتی ہیں انہیں مستقبل کی ضرورت کے مدنظر شجر کاری کے لیے مجبور کرنا چاہیے۔
- اِکو-سیاحت کی ترقی کے نام پر جنگلوں کی حالت خطرے میں نہ پڑجائے اس لیے سخت اصول بنانے چاہیے۔
- مقامی لوگوں میں اس سے متعلق بڑے پیمانے پر عوامی بیداری کے پروگراموں کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔
- اسکول کالجوں میں سکھائے جانے والے اسباق میں ان کے متعلق معلومات کو شامل کرنا اور جنگل کے تحفظ کی ضرورت کو سمجھانا چاہیے۔
- گھاس میں چارے اور ایندھن کی ضرورت کے لیے سماجی جنگل کاری (Social Forestry) اور زراعتی جنگل کاری (Agre Forestry) کو ترغیب دینے کے لیے اقدامات کرتے ہوئے منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔
- ایندھن کی ضرورت میں لکڑی کے استعمال کے بجائے شمشی توانائی قدرتی گیس وغیرہ متبادل اپنانے چاہیے۔
- جنگلاتی وسائل کا کفایت شعاری سے استعمال کرنا، کیڑوں سے نقصان ہونے والے درختوں کو دور کرنے سے دیگر تندرست درختوں کا ترقیاتی عمل تیز عمل بنتا ہے۔ جنگل کی آگ سے جنگلوں کو بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس کی تخفیف کے لیے قومی سطح پر علیحدہ نظام یا دستہ قائم کرنا چاہیے۔
- جنگلاتی علاقوں میں واقع مذہبی عقائد کے مراکز پر منعقد ہونے والے میلے، بھنڈارہ یا گشت کے وقت آمد ورفت کی سہولت بڑھنے اور سفر آسان ہونے پر ہزاروں زائرین پہنچتے ہیں۔ اس وقت ہونے والے کچرے کا مناسب اخراج نہ ہونے پر جنگل خراب ہوتے ہیں۔
- مویشیوں کے چرنے کے لیے علیحدہ علاقے رکھنے چاہیے۔

تنوعات سے معمور جنگلاتی زندگی

بھارت میں آب و ہوا اور سطح زمین کے نظریے سے بہت تنوعات نظر آتا ہے۔ اس جغرافیائی تنوعات کی وجہ سے کیڑے مکوڑے، جانوروں، پرندوں اور نباتات میں تنوع نظر آتا ہے۔ دنیا میں جانوروں اور پرندوں کی تقریباً پندرہ لاکھ نسلیں ہیں۔ جس میں 81251 نسلیں بھارت میں نظر آتی ہیں۔ حیاتیاتی تنوع کے نظریے سے بھارت بارہویں نمبر پر ہے۔ بھارت میں ایشیاء یورپ اور افریقہ تینوں قسم کی جنگلاتی حیاتیات نظر آتی ہے۔ افریقہ کے جھرکھ، چنکارا یورپی بھیڑیے، جنگلی بکریاں کشمیری ہرن، جنوبی مشرقی ایشیاء کے ہاتھی گینڈا وغیرہ نظر آتے ہیں۔ بھارت کی حیاتیاتی تنوع میں سیاہ ریچھ ایک سینگ والا بھارتی گینڈا، ہرن مختلف قسم کے سانپ اہم پرندوں میں مور، گھوراڈ، باز، کینگ فیشر، سُرخاب اور سارس نظر آتے ہیں۔ ہمالیہ میں بلندیوں پر پائے جانے والا برفانی تیندوا اور وہیں سرد جنگلوں میں نظر آنے والا لال پانڈا وغیرہ مخصوص جانور ہیں۔ فی الحال دنیا میں بھارت ایک ایسا ملک ہے۔ جس میں شیر اور شیر ببر اپنے قدرتی ساکنوں میں گھومتے نظر آتے ہیں۔ سردیوں کے درمیان راجستھان میں کیولا دیو، گھانا قومی باغ، بھرت پور اور گجرات کے نل سروور جیسے آبی علاقوں میں لاتعداد پرندے دور دراز سے منتقل ہوکر سردیاں گزارنے آتے ہیں۔

اڑیسہ کے ساحل سمندر کے ریتیلے کنارے پر سمندری کچھوے انڈے دینے آتے ہیں۔ بھارتی اژدہا اور مختلف قسم کے سانپ اور جنوب کے گھنے بارش کے جنگلوں میں راج ناگ نظر آتے ہیں۔

غائب ہونے والے جنگل کے جاندار

آج دنیا کے لاتعداد جنگلاتی جاندار قریب الختم ہیں۔ گذشتہ صدی کی ابتدا میں شیر پورے بھارت میں نظر آتے تھے۔ اس عرصے میں گجرات میں ایڈر، امباجی، دانتا کے جنگلوں میں شیر دکھائی دیتے تھے۔ آج گجرات کے جنگلوں میں سے شیر مکمل طور پر ختم ہوگئے ہیں۔ بھارت کے جنگلوں میں سے چیتا ختم ہوچکا ہے۔ اس سے پہلے بھارت کے جنگلوں میں آسانی سے نظر آنے والے پرندوں کی نسلیں اب کبھی کبھار ہی نظر آتی ہیں۔ جن میں گِدھ، گلابی گردن والی بطخ، سارس اور الّو وغیرہ مستقبل میں ختم ہونے کی تیاری میں ہے۔ شمال مغربی